22442-اداکاری اور چھوٹی بچیوں کی شادی کا حکم

سوال

1-فلموں میں اداکاری کرنے کا شرعی حکم کیا ہے ، اوراگر ایسا کرنا جائز ہے تو کس قسم کی فلموں میں کرنا چاہیے ، اور فلموں میں عورتوں کا کیا کردار ہوگا ؟

2–اسلام میں دس برس سے کم عمر بچیوں کی شادی ان کی اجازت کے بغیر کیوں جائز ہے ؟

کہا جاتا ہے کہ بچوں کے بارہ میں صرف ان کے والدین ہی اہتمام کریں گے ،مجھے یہ تو علم ہے کہ بالغوں کی اجازت درکا ہوتی ہے ، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ شادی پختہ عمر والوں کے مابین ہی واجب ہے لیکن بچوں میں یہ نہیں ہوسکتی توکیا آپ بچوں کی شادی کے شرعی حکم کی وضاحت کریں گے ؟

پسندیدہ جواب

اول :

فلموں اورڈراموں میں اداکاری وغیرہ کے متعلق جواب دیا جاچکا ہے آپ اس کی تفصیل کے لیے سوال نمبر (10836) کے جواب کا مطالعہ کریں ، ہم اس میں کچھ اور بھی اضافہ کرتے ہوئے کہتے ہیں :

شیخ ابو بکر زید حفظہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

مروءت ایک شرعی مقصد ہے ، اورخلاف مروءت کام کرنا مقدمے میں گواہی ساقط کردیتا ہے ، اور شریعت اسلامیہ اخلاق عالیہ اختیار کرنے کا حکم دیتی اور برے اورذمیم اخلاق سے منع کرتی ہے ، بہت سے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اداکاری کرنے والے اپنے اعضاء میں سے کسی عضوکونا کارہ ظاہر کرتے ہیں یا پھر غلط قسم کی حرکات کرتے اور عجیب وغریب قسم کی آوازیں نکالتے ہیں ۔

بلکہ بعض اوقات توکسی مجنون اورپاگل اوریا پھر بے وقوف کا کردارادا کرتے ہیں ، توکوئی عقل منداس میں شک نہیں کرسکتا کہ اداکاری کرنا خلاف مروءت ہے ، اوراس لیے یہ گواہی ساقط کرنے کا بھی باعث ہے ، اورایسی چیز کو شریعت برقرار نہیں رکھتی ۔ ۔ ۔ ۔

دیکھیں : المروءۃ وخوارمھا تالیف مشہور حسن ص (221) ۔

دوم :

چھوٹی بچی کی بلوغت سے قبل شادی :

شریعت اسلامیہ اسے جائز قرار دیتی ہے بلکہ اس مسئلہ میں توعلماء کرام کا اجماع بھی منقول ہے ۔

اس شادی کے جواز کے دلائل :

ا–اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{اوروہ عورتیں جو حیض سے ناامید ہوچکی ہیں اگر تمہیں شبہ ہو توان کی عدت تین ماہ ہے اوروہ بھی جنہیں ابھی حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا}۔الطلاق (4) ۔

ہم اس آیت میں دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ان عورتوں کی طلاق کی عدت (ان کی چھوٹی عمراورنابالغ ہونے کی وجہ سے) تین ماہ مقرر کی ہے جواس بات کی واضح دلیل ہے اس بچی کی بھی شادی ہوسکتی ہے اوراگراسے طلاق ہوجائے تووہ عدت بھی گزارے گی ۔

ب–عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کی تووہ چھ برس کی تھیں ، اور نوبرس کی عمر میں ان کی رخصتی ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نوبرس تک رہیں ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (4840) صحیح مسلم حدیث نمبر (1422) ۔

لیکن چھوٹی عمر کی بچی کی شادی کے جواز سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے ہم بستری کرنا بھی جائز ہے ، بلکہ اس سے ہم بستری اس وقت تک نہیں کی جاسکتی جب تک وہ اس کی اہلیت نہ رکھتی ہو ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی رخصتی میں اسی لیے دیر کی تھی ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

چھوٹی عمر کی شادی شدہ بچی کی رخصتی اوراس سے ہم بستری کے وقت کے بارہ میں یہ ہے کہ :

اگر بچی کا ولی اورخاوند کسی ایسی چيز پر متفق ہوجائيں جس میں بچی پر کسی قسم کا ضرر نہ ہواس پر عمل کیا جائے گا ، اوراگر وہ دونوں اختلاف کریں توامام احمد اورابوعبید رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ نوبرس کی بچی پر یہ لازم کیا جائے گا لیکن اس سے چھوٹی پر نہیں ۔

امام شافعی اورامام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ اس کی حدیہ ہے کہ وہ جماع کی طاقت رکھے ، اس کے وقت میں لڑکیوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے اختلاف ہے جس میں عمر کی کوئی قید نہیں لگائی جاسکتی ۔

اوریہی قول صحیح ہے کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث میں عمر کی کوئی تحدید نہیں اورنہ ہی ہم بستری کی طاقت رکھنے والی کونوبرس کی عمر سے قبل اس سے منع کیا گيا ہے ، اوراسی طرح طاقت نہ رکھنے والی نوبرس کی بچی کواس کی اجازت ہے ۔

داوودی کہتے ہیں : عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بہت اچھی جوان ہوچکی تھی رضی اللہ تعالی عنہا ۔ دیکھیں شرح مسلم للنووی (206/9) ۔

مستحب تو یہ ہے کہ ولی اپنی چھوٹی بچی کی شادی نہ کرے لیکن جب اس میں کوئی مصلحت ہو توشادی کرسکتا ہے ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ امام شافعی اوراس کے اصحاب اسے مستحب قرار دیتے ہیں کہ باپ اوردادا بچی کے بالغ ہونے سے قبل شادی نہ کریں اورشادی کرنے میں اس کی اجازت لے لیں تاکہ وہ خاوند کے پاس ناپسندیدگی کی حالت میں نہ چلی جائے ۔

ان کا یہ قول عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث کے مخالف نہیں ، کیونکہ ان کی مراد یہ ہے کہ بلوغت سے قبل اگر شادی کرنے میں تاخیر کی بنا پر کوئی فوت ہونے والی مصلحت نہ ہو توشادی نہیں کرنی چاہیے جس طرح کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث میں ہے ، تو یہ خاوند کا حصول مستحب ہوگا اس لیے کہ باپ اپنے بچے کی مصلحت پر مامور ہے اوریہ مصلحت فوت نہیں ہونی چاہیے ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

شرح مسلم للنووی(206/9)۔

واللہ اعلم.